اَللہ تعالیٰ نے سود کو قطعی حرام قرار دیا ہے!

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم!

سود کو اَللہ تعالیٰ نے قطعی حرام قرار دیا ہے۔قرآن مجید اور اَحادیث رسول میں شدت کے ساتھ سود سے بچنے کی تاکید آئی ہے۔اَللہ تعالیٰ نے سود نہ چھوڑنے والوں کے ساتھ کھلا اِعلان جنگ فرمایا ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے ستر درجے بتائے،ادنیٰ درجہ ایسا کہ جیسے انسان اپنی ماں سے زنا کرے۔یہ انداز و اسلوب سود کی شناعت وقباحت کو ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے۔

وطن عزیز پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا،اُفسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کئی دیگر برائیوں کی طرح سود کی لعنت بھی اَوّل روز سے جاری ہے،اگرچہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے کراچی میں اَسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر کہا تھا:

''مغربی معاشی نظریے اور عمل کو اختیار کرنا ہمیں اس آسودہ معاشرے تک پہنچانے کا باعث نہیں ہوسکتا جو ہماری منزل ہے۔ہمیں اسلام کے معاشرتی عدل اور انصاف پر مبنی ایک معاشی نظام دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا،جس کے ذریعے ہم بحثیت مسلمان اپنا فرض ادا کرسکیں اور انسانیت کے سامنے پیغام امن پیش کرسکیں''

بانی پاکستان کی اس واضح ہدایت کے باوجود ملک کا معاشی نظام ابھی تک مغرب کے معاشی نظریات اور اصول وضوابط کے مطابق ہی چل رہا ہے،اس میں کسی قسم کی تبدیلی کے آثار بظاہر نظر نہیں آرہے۔بات صرف بانی پاکستان کی ہدایت کی پاس داری کی نہیں بلکہ پاکستان میں نافذ ہونے والے ہر دَستور میں اس بات کا وعدہ کیا گیا کہ قوم کو سودی نظام سے جلد از جلد نجات دلائی جائے گی۔۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۳۸۰ کی ذیلی دفعہ ایف ۳۸ میں کہا گیا ہے کہ:......''حکومت جس قدر جلد ممکن ہوسکے ربا کو ختم کرے گی۔''

قوانین کو اِسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے دستوری طور پر قائم ہونے والے ادارے ''اسلامی نظریاتی

کونسل" نے دسمبر ۱۹۷۹ء کو قرار دیا تھا کہ "موجودہ بینکاری نظام کے تحت افراد، اداروں اور حکومتوں کے درمیان قرضوں اور کاروباری لین دین میں اصل رقم پر جو اضافہ یا بڑھوتری کی جاتی ہے وہ رِبا کی تعریف میں آتی ہے۔ سیونگ سرٹیفکیٹ میں جو اضافہ دیا جاتا ہے وہ بھی سود میں شامل ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ اور پوسٹل بیمہ زندگی پر جو اضافہ دیا جاتا ہے وہ بھی ربا میں داخل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ صوبوں، مقامی اداروں اور سرکاری ملازمین کو دیے گئے قرضوں پر اضافہ بھی سود ہی کی ایک قسم ہے، لہٰذا یہ تمام صورتیں حرام اور ممنوع ہیں۔"

اسلامی نظریاتی کونسل نے اس کے بعد سودی نظام کے خاتمے اور متبادل معاشی نظام کے حوالے سے ایک رپورٹ جون ۱۹۸۰ء میں حکومت کو پیش کی، جس میں کہا گیا کہ ان تجاویز پر عمل کی صورت میں دو سال کے اندر پاکستان کی معیشت کو سود سے پاک کیا جاسکتا ہے۔

وفاقی شرعی عدالت نے ۱۹۹۰ء میں ایک واضح فیصلہ صادر کیا جس میں تمام مروجہ سودی قوانین کا جائزہ لے کر وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی کہ وہ ۳۰ جون ۱۹۹۲ء تک ان قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق تبدیل کرلیں ورنہ یہ سب قوانین یکم جولائی ۱۹۹۲ء تک خود بخود ختم ہوجائیں گے۔

وفاقی شرعی عدالت کے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی جس کی سماعت میں سات سال کی تاخیر کے بعد ۱۹۹۹ء ایک بینچ تشکیل دیا گیا۔ سپریم کورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کرتے ہوئے اپنے فیصلے میں کہا کہ حکومت جون ۲۰۰۱ء تک وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر مکمل عمل کر کے ملک کو سود سے پاک کردے۔ آج اس فیصلے کو بھی برس ہا برس گزر گئے ہیں، اس دوران متعدد حکومتیں آئی اور گئیں مگر سودی معیشت کا پہیہ جوں کا توں رَواں دَواں ہے۔ تقریباً دو تین ماہ قبل ایک جج صاحب نے سودی معیشت کے خلاف دی گئی ایک درخواست پر فیصلہ سناتے ہوئے یہ کہا:

"جو سود نہیں کھاتے وہ اچھا کر رہے ہیں اور جو سود کھاتے ہیں اللہ ان سے پوچھے گا۔"

ہمیں نہیں معلوم کہ جج صاحب کا اس سلسلے میں اپنا طرزِ عمل اور عقیدہ کیا ہے، غالباً اِسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے واضح فیصلوں کے باوجود ان پر عمل درآمد کی صورت حال نے غالباً فاضل جج کو ایسا کہنے پر مجبور کیا، کہ جن لوگوں کے ہاتھ میں زمامِ اقتدار ہے وہ سپریم کورٹ کے فیصلوں کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ جن لوگوں نے اقتدار سنبھالتے وقت حلف اٹھایا تھا کہ وہ ملک کے آئین کی ہر صورت میں پاسداری کریں گے اور ان کا کوئی عمل آئین کے خلاف نہیں ہوگا، انہوں نے سود کی مخالفت کی بجائے اس کے حق میں وکالت شروع کردی ہے۔ صدر پاکستان نے علماء کرام کو سود کے حوالے سے گنجائش پیدا کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ وفاقی گورنمنٹ کی پالیسی